


ناول ساڑھے تین: کہانی کی نئی صورت گری

Novel Sarhe Teen: Re-formation of the Story**Dr. Naeema Bibi**Teacher and Research Associate, International Islamic University, Islamabad
naeema.bibi@iiu.edu.pk

KEYWORDS	ABSTRACT
Postmodern Sarhe Teen Tahir Nawaz Intertextuality Epic fiction Reader-based text Writer-based text Intertextualit	The theory of postmodernism is not new in literature, but while this theory influenced other genres of literature to some extent, it also changed the way of telling stories. Now the story is seen in a different tone from the traditional style-In order to see the style of the story in the Contemporary age, it is necessary to analyze the stories written in the same era as text and see how much the style of the story has changed in this era. In the post-modern era, story seem to dominate in plot and character. To see the new style of the story in the Contemporary age, we will see the post-modern formation of the story in the novel " sarhe teen " in the context of intertextuality, epic fiction, reader-based text and writer-based text. And in this context, this novel has been analyzed in this paper.
DATES	DOI: http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/98
Received 23-10-2024 Accepted 22-11-2024 Published 31-12-2024	
QR CODE	
	

تلخیص:

مابعد جدیدیت کا نظریہ ادب میں نیا نہیں لیکن اس نظریے نے جہاں ادب کی دیگر اصناف کو کسی حد تک متاثر کیا وہیں کہانی کہنے کے انداز کو بھی نیا رنگ و آہنگ عطا کیا۔ اب کہانی روایتی پیرائے سے الگ رنگ و آہنگ میں نظر آتی ہے۔ عصر حاضر میں کہانی کی صورت گری کو دیکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسی عہد میں لکھی گئی کہانیوں کو بطور متن لے کر ان کا تجزیہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس عہد میں کہانی کی صورت کتنی بدل چکی ہے۔ مابعد جدید عہد میں کہانی، پلاٹ اور کردار پر حاوی نظر آتی ہے۔ عصر حاضر میں کہانی کی نئی صورت گری دیکھنے کے ہم یہاں ناول "ساڑھے تین" میں کہانی کی مابعد جدید تشکیل کو بین المتونیت، مہافکشن، قاری اساس متن اور لکھاری اساس متن کے تناظر میں دیکھیں گے۔ اور اسی تناظر میں اس ناول کا تجزیہ اس مقالے میں کیا گیا ہے۔

مابعد جدیدیت کا نظریہ ادب میں نیا نہیں لیکن اس نظریے نے جہاں ادب کی دیگر اصناف کو کسی حد تک متاثر کیا وہیں کہانی کہنے کے انداز کو بھی نیا رنگ و آہنگ عطا کیا۔ اب کہانی روایتی پیرائے سے الگ رنگ و آہنگ میں نظر آتی ہے۔ عصر حاضر میں کہانی کی صورت گری کو دیکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسی عہد میں لکھی گئی کہانیوں کو بطور متن لے کر ان کا تجزیہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس عہد میں کہانی کی صورت کتنی بدل چکی ہے۔ مابعد جدید عہد میں کہانی، پلاٹ اور کردار پر حاوی نظر آتی ہے۔ عصر حاضر میں کہانی کی نئی صورت گری دیکھنے کے ہم یہاں ناول "ساڑھے تین" میں کہانی کی مابعد جدید تشکیل کو بین المتونیت، مہافکشن، قاری اساس متن اور لکھاری اساس متن کے تناظر میں دیکھیں گے۔

طاہر نواز کا ناول ساڑھے تین 2023ء میں فلکشن ہاؤس لاہور سے شائع ہوا۔ 120 صفحات پر مشتمل یہ مختصر ناول کہانی کی ایک اختصار یہ شکل ہے جس کا بنیادی کردار فادر ہی کہانی کا پہلا راوی ہے۔ کہانی جس فادر کے ارد گرد گھومتی ہے۔ وہ ایک قصبے میں فلپ نامی شخص کی جگہ فادر تعینات ہوتا ہے اور سفر کر کے اس قصبے جا رہا ہوتا ہے۔ فادر کو اس قصبے تک پہنچنے کے لیے مختلف طرح کے واقعات سے گزرنا پڑتا ہے جنہیں جادوئی حقیقت نگاری سمجھا جاسکتا ہے، ایسے واقعات مابعد جدید مصنفین متن پر اپنی گرفت رکھنے کے لیے قائم رکھنے کے لیے تخلیق کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک جگہ فادر کو چوگا ڈروں کا جھنڈ دکھائی دیتا ہے اور ایک چوگا ڈر کاٹ بھی جاتی ہے مگر آگے چل کر اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی چوگا ڈر نہیں تھیں ہی نہیں، نہ ہی اس کے ہاتھ پر کاٹنے کے کوئی نشان ہیں۔ وہ اس سب کو اپنا واہمہ سمجھتا ہے، پھر وہ خواب میں لوگوں کا ہجوم دیکھتا ہے جو اس پر حملہ آور ہے۔ آنکھ کھلنے پر ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ بستی میں فادر کے ساتھ چرچ میں مزید اس طرح کے کئی واقعات ناول میں درپیش آتے ہیں، جیسے چرچ میں چیزوں کا خود بخود گرنا اور شور کرنا، فادر کا بستی کے بازار جانے کی کوشش کرنا اور بارش کا راستہ روک لینا، چرچ میں فادر کو چیخوں کا سنائی دینا، بارش میں چیخوں کا غرہٹ میں بدل جانا، فادر کا یہ تصور کہ چیزیں آپس میں لڑ رہی ہیں، ڈھول اور وائلن کی آوازیں، بستی میں جشن منانے کا تصور، کالی

بلی کا چرچ میں ہونا، فادر کا جشن دیکھنے کے لیے باہر آنا اور تمام آوازوں کا خاموش ہو جانا، فادر کو صحن میں سفید سر کا نظر آنا، جس کا دھڑ کہیں نہیں ہے، اس سر کے چہرے پر صرف ایک آنکھ ہے، وہ بھی خون میں لت پت، اور ناک بھی نہیں ہے۔ کچھ دیر بعد فادر نے بجلی چمکنے پر دیکھا صحن میں کچھ بھی نہیں تھا۔ فادر کا چرچ میں جا کر اپنا وعظ بھول جانا، چرچ میں موجود سب لوگوں کے چہروں پر چچک کے داغ ہونا، لوگوں کا مسلسل خاموشی سے واعظ سننا اور کسی قسم کا کوئی رد عمل ظاہر نہ کرنا، بیک وقت کئی لوگوں کا ایک لڑکے کے قتل کا اعتراف کرنا، ایک عورت کا کہنا کہ اس نے لڑکے کو زہر کا پیالہ دیا تھا، جو اس کے بیٹے کے جیسا تھا، دوسرے شخص کا کہنا کہ وہ نوجوان تو زہر کا پیالہ پینے سے پہلے میرے خنجر کے وار سے مر چکا تھا، وہ میرے بیٹے جیسا تھا، تیسرے آدمی کا کہنا کہ اس نے نوجوان کو بطور مہمان بلایا اور اسے گولی مار کر قتل کر دیا، پھر اعتراف کے لیے آئے ہوئے تمام لوگوں کا اعتراف کہ اس نوجوان کو ہم نے قتل کیا ہے اور پھر فادر کا التباس کہ یہ لوگ تھے بھی یا نہیں، کیا یہ محض ایک واہمہ کی پیداوار تھے اور بس۔ فادر کا چرچ میں کھڑکی پر خون کی بوند دیکھنا، خون کی دھار پر کھڑکی کا شیشہ چٹخنا اور اس میں دراڑ پڑنا، خون کی دھار کا اوپر سے نیچے آنا، پھر اچانک خون کا دھبا غائب ہو جانا، کھڑکی کے نیچے مری ہوئی چھپکلی کا ہونا، گرد میں بھاگتا ہوا ہیولہ، پھر پلک جھپکتے ہی سب کچھ غائب ہو جانا، بستی میں فادر کے ساتھ ہونے والے واقعات اسے خوفزدہ کر رہے ہیں یہی واقعات بیک وقت قاری کو بھی خوف زدہ کرتے ہیں۔ آنے اور جانے والے کے قدموں کا مدغم ہونا، بستی کی طرف جاتے وقت فادر کے لباس اور جوتوں کا دھول میں اٹ جانا اور پھر اسے خیال آنا کہ پچھلی رات بارش ہوئی تھی؟ تو کیا بارش بھی فادر کا واہمہ تھی جس میں اس نے سفید سر دیکھا تھا؟ سیاہ پرندوں کا غول اچانک سے آسمان پر پھیل جانا، اور پھر اچانک ہی ان کا غائب ہو جانا، حاصل کر لینے کی خواہش سراپوں کو کیسے جنم دیتی ہے؟ ایک ٹانگ والے لنگڑے شخص کی بے معنی باتیں، اس کا یہ کہنا کہ فادر کی زیارت کے بعد وہ سکون سے مر سکے گا (اس جملے کی کئی معنوی تعبیریں ہو سکتی ہیں)، اس کا فادر کو اپنے گھر آنے کی دعوت دینا، اور فادر کا جواب سنے بغیر آگے چل پڑنا اور یہ کہنا کہ میں آپ کو بتاؤں گا اسے کس نے قتل کیا؟ ساری بستی کے لوگ انفرادی طور پر اس کے قتل کے دعوے دار تھے۔ سب لوگ کس واہمے کا شکار تھے؟ میسر کے آنے کے بعد بستی میں اتنی شدت کا طوفان کیوں آیا؟ لوگ طوفان میں مرنے والوں کے نام اور شکلیں کیوں بھولنے لگے؟ بلیوں کا رونا کس وجہ سے تھا؟ مینڈکوں کا بستی میں آنا، اور خوفناک آوازیں نکالنا، میسر کی موت، گھوسٹ کی کتاب کا لایعنی اختتام، عورت کا اپنے قتل ہونے کے واقعہ کا بیان، بستی کے گھر اور انسانوں کے جلانے جانے کے واقعات، بستی والوں کی طرف سے ایک شخص کو قتل کیا جانا اور اس شخص کا بھی اپنے قتل کیے جانے کا واقعہ خود فادر سے بیان کرنا، سڑک کا اپنی کہانی سننا، دونوں ٹانگوں سے معذور شخص کی فادر کو تنبیہ کرنا، فادر کے پیچھے بستی کے لوگوں کا پڑنا اور ناول کا غیر متوقع انجام ایسے واقعات ہیں جو اس ناول کو مصنف اساس متن بناتے ہیں۔

متن میں جانوروں کی کئی علامتیں بھی استعمال ہوئی ہیں، گھوڑا، چکا ڈریں، بلیاں، مری ہوئی چھپکلی، سیاہ پرندے، مرغنا، بوڑھا گدھ، دیو ہیکل پرندہ جو بستی کے کئی گھروں کو ڈھانپ لیتا ہے۔ تنلی جو بیاناو پر بیٹھتی ہے، مردہ پرندہ جو فضا سے بیاناو پر گرتا ہے۔ بلیاں

جو میٹر کے آنے کے بعد آنے والے طوفان سے مابعد روتے روتے ہلکان ہو گئیں اور بلا آخر مشترکہ طور پر میٹر کے کہنے پر تمام بلیوں کو ختم کر دیا گیا، مینڈک جو اچانک ایک صبح بستی میں آگئے، کھیاں جو قتل ہونے والی عورت کے باپ کی لاش پر بھن کر رہی تھیں، کنتیا (بطور گالی)، پاگل کتابت جس کو پتھر مار کر بھگا دیا گیا، بستی میں پڑا ہوا مردہ پرندہ، گھر کی مرغیاں، الو، وغیرہ، یہ علامتیں مابعد جدید عہد کے استعارے بھی ہیں، عالمی سطح پر جن واہموں کا شکار ہو رہا ہے اس مابعد جدید فضا کے کچھ نقوش ہمیں اس ناول میں دکھائی دیتے ہیں۔ مجموعی طور پر پلاٹ کی تشکیل روایتی نہیں مگر مربوط ضرور ہے البتہ کہانی کی تشکیل الجھاؤ اور پیچیدگی کا شکار دکھائی دیتی ہے جہاں کہانی کہیں ابلاغ کر رہی ہے اور کہیں قاری کو حیرت زدہ کر دیتی ہے البتہ کہانی کہنے کا انداز اسے مابعد جدید بناتا ہے۔

ناول ساڑھے تین ایک ایسا متن ہے جس کی تشکیل ایک چرچ اور اس کے فادر کے کردار کے ارد گرد کی گئی ہے فادر یہاں مذہب کے استعارے کے طور پر بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے اس متن میں بائبل کے کئی مذہبی اور ثقافتی حوالے ملتے ہیں۔ ناول کے صفحہ 21 پر انجیل مقدس سے ایک واقعہ بطور بین المتن یہاں شامل ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ملتی ہے:

"یسوع کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یوحنا کو قید میں بند کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے یسوع گلیل کو واپس لوٹ گیا۔ یسوع ناصرت میں نہیں رہے اور جھیل سے قریب کفر نوحم کے گاؤں میں جا کر رہنے لگے۔ اور یہ گاؤں زبولون اور نفتالی کی سرحدوں سے قریب ہے، یسعیاہ نبی کے ذریعے سے خدا کی کہی ہوئی بات اس طرح پوری ہوئی۔

زبولون سرحد، نفتالی سرحد،

سمندر کی طرف جانے والی سڑک کے کنارے کی زمین

یردن ندی کے پچھم سرحد

گیلیل کے غیر یہودی لوگوں کو دیکھو

لوگ اندھیرے میں زندگی گزار رہے تھے

تب ان کو ایک بڑی تیز روشنی نظر آئی

قبر کی طرح گھپ اندھیرے ملک میں زندگی گزارنے والے

ان لوگوں کے لیے روشنی نصیب ہوئی "یسعیاہ-1:9-2 (1)

مذہبی متون پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ پہلے سے موجود متون اپنے متن کی تشکیل کے لیے اپنے سے ماقبل متون کے محتاج ہوتے ہیں۔ یوں متن در متن ایک سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اس لیے کوئی بھی متن خود کفیل نہیں ہوتا بلکہ متن اپنی تشکیل کے لیے دوسرے متون کا محتاج ہے۔ جیسے اس ناول کے متن میں جتنے بائبل کے حوالے ہیں وہ پورے واقعات ہیں جن کا ایک حصہ اس ناول میں ملتا ہے جن کی تشکیل اور پوری تفہیم کے لیے بائبل مقدس کی جانب رجوع ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ناول کے صفحہ 24 پر بائبل مقدس

کا یہ واقعہ بھی بین المتونیت کی عمدہ مثال ہے۔ تب شاگرد یسوع کے پاس آکر پوچھنے لگے "آپ تمثیلوں کے ذریعہ لوگوں کو کیوں تعلیم دیتے ہیں:

"یسوع نے کہا، "خدا کی بادشاہت کی پوشیدہ سچائی کو سمجھنے کی صرف تم میں صلاحیت ہے اور ان پوشیدہ سچائی کو دیگر لوگ سمجھ نہیں پاتے جس کو تھوڑا علم و حکمت دی گئی ہے وہ مزید علم حاصل کر کے علم و حکمت والا بنے گا۔ لیکن جو علم و حکمت سے عاری ہو گا وہ اپنے پاس کا معمولی نام علم بھی کھو دے گا۔ اسی لیے میں ان تمثیلوں کے ذریعہ لوگوں کو تعلیم دیتا ہوں۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ یہ دیکھ کر بھی نہیں دیکھنے کے برابر اور سن کر بھی نہ سننے کے برابر ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یسعیاہ نے جو کہا وہ سچ ہوا:

"تم غور و فکر کرتے ہو، اور سنتے ہو

لیکن تم سمجھتے نہیں

حالانکہ تم دیکھتے ہو

لیکن جو کچھ تم دیکھتے ہو اس کے معنی تم سمجھتے نہیں ہو

ہاں ان لوگوں کے ذہن کند ہو گئے ہیں اور کان بہرے ہو گئے ہیں اور آنکھوں کی روشنی ماند پڑ گئی ہے۔

وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی نہ دیکھنے والوں کی طرح

اور اپنے کانوں سے سن کر بھی نہ سننے والوں کی طرح

میری طرف متوجہ نہ ہونے والوں کی طرح

اور میری طرف سے شفا نہ پانے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ یسعیاہ 2:9-10 (2)

"تم تو قابل مبارک باد ہو۔ اپنے سامنے نظر آنے والے واقعات اور سننے جانے والے حالات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم ابھی دیکھتے ہو اسے بہت سارے نبی اور بہت سارے راستباز لوگ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ لیکن انھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور کئی نبیوں اور نیک لوگوں نے وہ باتیں سننی چاہیں جو تم سن رہے ہو لیکن انھوں نے کبھی نہیں سنی۔"

یہ مصنف ہی ہے جو کتابوں کے حوالہ جات کو ایک دوسرے سے جوڑتا ہے جبکہ قاری متن سے اپنا ایک ذہنی تعلق قائم کر لیتا ہے۔ یہ اس لیے کہ قاری ایسا اپنے رسم و رواج کے مطابق کرتا ہے وہ اپنی ثقافت کے مطابق متن کی تفہیم کرتا ہے جب وہ کوئی متن پڑھتا ہے تو وہ اس کی یادداشت کا حصہ بن جاتا ہے اور دوسرے متن کی تفہیم کے لیے پہلا متن مدد کرتا ہے۔ یہاں بھی بائبل کا متن اس ناول کی تفہیم میں مدد کرتا ہے اس لیے مصنف بار بار فادر کے حوالے سے بائبل کے واقعات یہاں لاتا ہے۔

کوئی بھی متن واحد یا اکیلا نہیں ہوتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ہر متن اپنی تفہیم کے لیے دوسرے متن کا طلب گار یا محتاج ہوتا ہے۔ مابعد جدیدیت میں جو بڑے سوال پیدا ہوئے ان میں سے ایک سوال بین المتونیت کا بھی ہے۔ یعنی کیا ایک متن کو

دوسرے مستند حوالوں کے بغیر پرکھا جاسکتا ہے؟ یا اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ ایک متن کس طرح دوسرے متن سے جڑا ہوا ہے؟ مابعد جدیدیت یہ بات واضح کرتی ہے کہ کوئی بھی متن اپنی الگ یا علیحدہ حیثیت نہیں رکھتا ہے اور ادب پہلے سے موجود مواد سے ایک نئی چیز تخلیق کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ناول ساڑھے تین میں ہمیں کچھ ثقافتی متونیت بھی ملتی ہے درج ذیل اقتباس دیکھیے:

"یہاں پیشاب کرنا منع ہے"۔۔۔ میرے سامنے دیوار پر تحریر تھا اور اب مٹنے کے قریب تھا اس کے نیچے ہی کسی نے نیلی سیاہی سے اس تحریر میں اضافہ کر دیا تھا "دیکھو کتے کا بچہ پیشاب کر رہا ہے"۔۔۔ بعد میں لکھنے والا یقیناً پہلے والی تحریر سے مطمئن نہیں ہو گا۔۔۔ یا پھر پہلی والی تحریر کالوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہو گا۔ (3)

مہافلشن کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس ناول میں دو تکنیک کا عمل دخل دکھایا گیا ہے ایک تو یہ اس میں گھوسٹ کی کہانی شامل کر کے بتایا گیا کہ یہ کہانی ہے دوسرا ڈائری کی تکنیک ہے۔ متن میں "سٹوری آف اے گھوسٹ" کی کہانی والی کتاب کا عمل دخل ہے، یہ ایک گھوسٹ کی لکھی ہوئی کہانی ہے لیکن اس کی معنویت وہ ساڑھے تین کا وقت ہے جو اس کی کہانی پر درج ہے۔ ناول ڈائری کی تکنیک میں لکھا ہوا ہے جس کا ادراک ناول کے آخری صفحات سے ہوتا ہے جب راوی بتاتا ہے:

ڈائری بس یہاں تک ہی تھی۔۔۔ اس کا دوسرا حصہ بھی ہو گا؟۔۔۔ میں سیدھا اس شیلف کے پاس پہنچا جہاں سے مجھے یہ ڈائری ملی تھی۔۔۔ جس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔۔۔ اور جسے میں محض ورق گردانی کے لیے اڑالا یا تھا۔ (4)

تاریخی بیانیے کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ناول کا نام ہی ساڑھے تین تاریخی ہے جس میں وقت کی تاریخی معنویت کو علامتی انداز میں برتا گیا ہے۔ یہاں ساڑھے تین غیر یقینی صورت حال کی عکاسی بھی ہے اور مابعد جدید عہد کا المیہ بھی ہے۔ فادر جب اس بستی کے بارے میں سوچتا ہے کہ اس بستی کی کوئی تاریخ تو ہو گی۔ یہ لوگ کہاں سے آئے تھے، اس بستی کو کب بسایا گیا۔ آخر کوئی تاریخ تو ہو گی۔ جب ہر چیز کی ایک تاریخ ہے تو پھر اس بستی کی تاریخ بھی ہونی چاہیے۔ کہیں کسی کتاب میں تو اس بستی کا ذکر ہو گا۔ تو دراصل وہ تاریخی بیانیہ مرتب کرنے کی بات کرتا ہے جیسے یہ اقتباس دیکھیے:

"آخر کسی نے تو اس بستی کی تاریخ مرتب کی ہو گی۔ کوئی ایک مورخ تو ہوا ہو گا ان میں۔ بد نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی کوئی تاریخ نہیں ہوتی۔ وہ کوئی ایک بھی ایسا کام نہیں کر پاتے جو تاریخ میں درج ہو سکے۔ کتنے بانجھ ہوتے ہیں ایسے لوگ اور ایسی بستیاں" (5)

ناول ساڑھے تین مصنف اساس متن ہے ایسا متن جس کی تشکیل کے زیادہ تر عناصر صرف مصنف کے ذہن میں ہوں اور وہ متن میں مختلف واقعات کے متعلق صرف اشارے کرے اور ان واقعات کی معنویت کئی قرات کے بعد بھی سامنے نہ آسکے مصنف اساس متن کہلاتی ہے۔ ناول ساڑھے تین کا عنوان خاصا معنی خیز ہے۔ ناول کا پہلا جملہ ہی یہ ہے کہ مجھے بستی میں آئے

ساڑھے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ گھڑیاں ساڑھے تین کا وقت بجا رہا تھا، جب میں بستی میں پہنچا تھا تو ساڑھے تین کا وقت تھا، یہ ساڑھے تین کا وقت کی اکائی بھی ہے اور کہیں کہیں سائن بورڈ پر لکھا ساڑھے تین بھی، کہیں چرچ میں ملنے والے شخص کا قد بھی ساڑھے تین، کہیں گھوسٹ کی کہانی کا وقت ساڑھے تین، کہیں میٹر کے بستی میں آنے کے بعد بلیوں کے رونے کا وقت ساڑھے تین، قتل ہونے والی عورت کے قتل کا وقت ساڑھے تین، مرد جس کو بستی جلائے جانے کے بعد قتل کیا گیا اس کا بھی وقت ساڑھے تین، کہیں میٹر کی قبر کا ساڑھے تین فٹ، کہیں ادھ ڈھے چکی دیوار پر لکھا ہو ساڑھے تین، ڈاکخانے پر لکھا ہو ساڑھے تین، بستی میں فادر کے سامنے بھاگتے ہوئے ہجوم کا قد ساڑھے تین فٹ، میٹر کا موت کا مقرر کردہ وقت ساڑھے تین، جس کی تفہیم کرنے کے لیے متن خاموش ہے کیونکہ فادر جتنا وقت بستی میں گزارتا ہے وقت ساڑھے تین پر رکا ہی رہتا ہے۔ مصنف کہیں کہیں یہ عندیہ دیتا ہے کہ وقت رکا رہتا ہے یہ انسان ہو جو گزر جاتا ہے۔ بہر حال جو بھی ہو متن اس ساڑھے تین کی اکائی پر کسی قسم کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتا اور خاموش رہتا ہے۔

ناول کی ابتدا میں گاڑی بان، اس کا فادر سے رویہ، اس کا پر اسرار طور پر ہر راستے سے گزرنا، فادر کا اس کو گونگا بہرہ سمجھنا اور خاص طور پر ناول میں چمگاڈوں کے غول کے واقعات بھی ناول کو خاصا معنی خیز بناتے ہیں، چمگاڈوں کی آوازیں، ان کا جسامت میں بڑا ہونا، اور پھر فادر کا یہ واہمہ کہ یہ چمگاڈیں ہمارا خون چوس لیں گی ایسے واقعات ہیں جن کے متعلق متن خاموش ہے۔ متن کہیں ان واقعات کی تعبیر میں قاری کا ساتھ نہیں دیتا۔ یہاں قاری کے پاس ان واقعات کی اس کے سوا تو جیہہ باقی نہیں رہتی کہ یہ صرف خوف کی ایک فضا قائم کرنے کے لیے تشکیل دیے گئے واقعات ہیں کیونکہ آگے چل کر فادر کا کردار خود یہ سمجھتا ہے کہ یہ چمگاڈیں اس کا واہمہ تھیں یعنی یہاں کہیں کہیں داستانی مافوق الفطرت عناصر والا ماحول دکھائی دیتا ہے جہاں ہیرا واکثر مصائب سے نکل جاتا ہے اور پھر اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس آسانی سے کسی مصیبت سے نکل آیا ہے۔ فادر بھی یہی سوچتا ہے کہ یہ سب کچھ میرا واہمہ تھا؟ کہیں میں سو تو نہیں گیا تھا؟ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا تھا؟ یعنی وہ اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے کہ وہ چمگاڈوں کی اس واقعاتی فضا سے نکل آیا ہے۔ لیکن اگلا واقعہ جس کے متعلق فادر خود بتاتے ہیں کہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ اندھیرے میں کچھ لوگ نکلے ہیں جن کے ہاتھوں میں لٹھیاں، تلواریں، چاقو، نیزے ہیں اور وہ فادر کے پیچھے پڑے ہیں اور معلوم نہیں کہ وہ کیوں فادر کو مارنا چاہتے ہیں فادر آگے بھاگ رہے ہیں اور لوگ ان کے پیچھے بھاگتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ واقعہ ناول کے تین صفحات پر پھیلا ہوا ہے یہاں بھی ناول میں طلسماتی فضا قائم کرنے کے لیے یہ واقعہ متن میں لایا گیا ہے جہاں فادر کے خوف کا ادراک کرایا جا رہا ہے کہ وہ قبضے جاتے وقت جس قسم کی فضا سے گزر رہا وہ اس کے حواس پر طاری ہے اور وہ اس کے شعور اور لاشعور دونوں کا حصہ ہے اس لیے وہ سوتے جاگتے میں خوفزدہ کرنے والے واقعات سے گزر رہا ہے۔

خوف زدہ کرنے والے دونوں واقعات چگاڈڑوں اور لوگوں کے حملہ آور ہونے کے بعد یہاں ناول میں دوسری مرتبہ ساڑھے تین کا لفظ آتا ہے جو ایک سائن بورڈ پر لکھا ہے۔ جہاں آگے چرچ میں فادر اس گھوڑا گاڑی سے اتر جاتا ہے جہاں اس نے آنا تھا، یہاں وقت ساڑھے تین تھا۔

ناول کے کچھ مزید ایسے واقعات اور حصے بھی ہیں جو خوف کی فضا کو جنم دیتے ہیں اور جو اس ناول کو مصنف اساس متن بناتے ہیں ان میں فادر کے بستی پہنچنے کے بعد کے واقعات بھی ہیں جن میں جادوئی فضالتی ہے جیسے چرچ میں فادر کے رہنے والی جگہ پر مسلسل چیزوں کا گرنا اور ٹوٹنا، فادر کا بستی کے بازار جاتے ہوئے بارش کی وجہ سے رکنا، راوی کا یہ جملہ انسان ارادوں کی تکمیل میں کتنا بے بس ہے، متن کو خاصا معنی خیز بناتے ہیں۔ یہاں واقعات سے قاری ایک دم آگے نہیں بڑھ سکتا اسے رک رک کر متن کو بار بار پڑھنا اور سمجھنا پڑتا ہے اسے بار بار متن کے سیاق و تناظر میں ان واقعات کی تفہیم کرنا پڑتی ہے کہ فادر کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ بستی کا ایسا پر اسرار ماحول کیوں ہے؟ جس کے بارے میں فادر بار بار اشارہ کر رہا ہے اور خود فادر بھی، جو یہاں آنے کے لیے پر جوش تھا وہ ان واقعات کو سمجھ نہیں پا رہا، چرچ میں فادر کے ساتھ پیش آمدہ واقعات بھی کچھ ایسے معنی خیز ہیں جو قاری کو جکڑ لیتے ہیں اور قاری کچھ دیر کے لیے ان واقعات میں گم ہو جاتا ہے۔ ان ہی واقعات میں ایک واقعہ چرچ میں پیش آتا ہے جب فادر کو اچانک رات کی تاریکی میں بارش میں کسی چیخ کی آواز سنائی دیتی ہے جو بعد میں غراہٹوں میں بدل جاتی ہے۔ اس آواز کے ساتھ فادر کو باہر ڈھول پیٹنے اور والکن کی آوازیں اتنی شدت سے آتی ہیں کہ گویا ان میں کوئی مقابلہ ہو رہا کہ کون تیز بجائے گا۔ یہاں فادر سے واہمہ میں مبتلا ہوتا ہے کہ شاید بستی میں کسی قسم کا کوئی جشن ہے جس کے بارے میں فادر کو معلوم نہیں مگر جب وہ دیکھنے کے لیے دروازے تک جاتا ہے تو دو قسم کے واقعات ہوتے ہیں ایک تو کالی بلی جو چرچ میں پناہ لیتی ہے بھاگ جاتی ہے اور اس سے فادر کے دل میں احساس ندامت ہوتا ہے دوسرا جب وہ دروازے میں پہنچتا ہے تو ہر قسم کی آوازیں بند ہو جاتی ہیں کوئی جشن نظر نہیں آتا ہر طرف تاریکی ہے اور پھر فادر کو آسانی بجلی چمکنے پر اپنے صحن میں کوئی چیز پڑی دکھائی دیتی ہے۔ وہ کیا چیز تھی اسے دیکھنے کے لیے فادر لائٹیں کا سہارا لیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ بغیر دھڑ کے سفید سر ہے۔ یہ عجیب و غریب اور خوفناک سر کہانی کی خوفناک فضا میں ایک قسم کا اضافہ ہے۔ اس سر کا دھڑ کہیں نہیں ہے۔ سر سے خون بہہ رہا تھا اور سر کی سفیدی خون میں لپٹ کر سرخ ہو رہی تھی۔ سر پر ایک آنکھ کا نظر آنا خاصا معنی خیز ہے جبکہ ناک کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ سر سے خون بہتا ہوا اور جارہا تھا جبکہ فادر خوفزدہ ہو کر واپس جا رہا تھا اس نے بجلی چمکنے پر دیکھا کہ وہاں ایسا کوئی سر موجود نہیں تھا۔

یہاں تو اتر سے ناول میں ایسے واقعات اور لفاظی سے یوں منظر کشی کی گئی ہے کہ قاری کا ذہن ان واقعات کو تنخیل کی آنکھ سے اپنے سامنے محسوس بھی کر سکتا ہے گویا یہ واقعات محض ایک ہارر (ڈراؤنی) فلم کے ہوں جہاں چند منٹ پہلے پر دہ سکرین پر کچھ دکھایا جائے اور چند منٹ بعد اسے سکرین سے ہٹا کر خالی جگہ دکھادی جائے۔ جیسے سیاہ بلی کا آنا جانا، سیاہ پرندوں کا غول، گدھوں کا

جھر مٹ، اور پھر دیو ہیکل پرندہ جس کا سایہ کئی گھروں کو ڈھانپتا تھا، بہر حال یہ واقعات قاری کو اپنے پہلے سے متعین مفروضوں کو توڑنا ہی پڑتا ہے کہ کہیں کہانی اس کی توقع کے مطابق آگے نہیں بڑھتی۔ کہانی میں بہت الجھاؤ اور پیچیدگی رہ جاتی ہے اور قاری کو مجبوراً متن کو ٹھہر ٹھہر کر سمجھنا پڑتا ہے۔ قاری کو بار بار یہ سمجھنا پڑ رہا ہے کہ اتنے خوفناک واقعات جن کو حقیقت اور وہم میں یوں گڈمڈ کر دیا گیا ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہیں یہ واقعات کیونکر ناول کا حصہ بنائے گئے ہیں۔ مزید یہ کہ ناول میں انجیل مقدس کے بہت سے واقعات بھی اس ناول کو مصنف اساس بناتے ہیں۔

پاکستان ایک سارا معاشرہ ہے جس کی زیادہ آبادی مذہبی لحاظ سے مسلمان ہے اور انھوں نے بائبل مقدس نہیں پڑھ رکھی۔ چنانچہ انجیل مقدس کے واقعات کو سیاق و سباق کے بغیر قاری کے لیے سمجھنا ممکن نہیں ناول میں بہت ساری جگہوں پر انجیل مقدس کے واقعات درج ہیں جیسے کہ صفحہ 21، 24 پر بائبل کے مقدس الفاظ جن کو بین المتونیت کی ذیل میں بیان کیا گیا ان واقعات میں درج الفاظ، ناصرت، کفر نجوم، زبولون، نفتالی، وغیرہ کے معنی دیکھنے کے لیے قاری کو مذہبی لغت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

مصنف اساس متن میں مصنف جو خلا چھوڑتا ہے ان کی تفہیم کرتے ہوئے قاری تحریر سے ایک خاص قسم کا لطف حاصل کرتا ہے۔ مصنف اساس متن ایک خاص قسم کی بے چینی اور ذہنی بحران کو پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے متن کی قرات کرنے والا ہمہ وقت اس متن کے مندرجات پر غور و فکر کرتا رہتا ہے۔ ناول میں چرچ میں پیش آنے والے بہت سے واقعات قاری کو ذہنی بحران میں مبتلا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر چرچ کے ہال میں بیٹھے سب لوگوں کے چہرے پر چچک کے داغ کیوں ہیں؟ سب لوگ سر جھکا کر خاموش کیوں تھے؟ کسی نے فادر کا استقبال کیوں نہیں کیا؟ فادر جب مسلسل بائبل مقدس کی تلاوت کرتا رہا تو ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار کیوں تھے؟ پوری بستی کے لوگ خاموش کیوں تھے؟ کیا انھوں نے درس نہیں سنا تھا؟ فادر کو یہ خیال بھی آتا ہے کہ کہیں پوری بستی بہری تو نہیں ہو گئی۔ یا یہ سارے لوگ ہی گونگے اور بہرے ہیں؟

مصنف اساس متن کثیر الجہت ہوتا ہے اس سے بیک وقت کئی معنی اخذ کیے جاسکتے ہیں بستی کے لوگوں کا کلام نہ کرنا ایک قسم کی معنی خیزی ہے جس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں؟ پہلا معنی تو وہی ہے جو فادر سوچتا ہے کہ یہ سب گونگے بہرے ہیں۔ دوسرے معنی کہ یہ کلام سے خوفزدہ ہیں؟ پر کیوں؟ لوگوں نے آپس میں گفتگو ختم کر دی ہو اور وہ بولنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے ہوں۔ لوگ بول سکتے ہوں لیکن انھیں کسی کی جانب سے بولنے کی اجازت نہ دی گئی ہو لیکن ایسا کون ہو سکتا تھا جس کے کہنے پر سب لوگوں نے لب سی لیے ہوں۔ ایسا کوئی بھی ہو سکتا تھا؟ یہ متن خاصا معنی خیز ہے یہاں مصنف نے تحریر میں بہت سارا خلا چھوڑ دیا ہے کہ بستی کے لوگوں کا یہ رویہ کیوں ہے؟ اور پھر آگے چل کر ناول میں قتل کے اعترافات کا ایک سلسلہ ہے جس کو قاری کو سمجھنے میں بہت سی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں اور وہ رک رک کر پڑھتا ہے۔ صفحہ 29 سے ناول میں اعترافات کے ضمن میں جنگ کا تذکرہ بھی معنویت بھرا ہے جنگ جس نے لوگوں کی زندگیاں تباہ کر دی ہیں اگرچہ جنگ کے حوالے سے متن میں کسی خاص جنگ کا نام نہیں لیا

گیابس یہ جملے بار بار قاری پڑھتا ہے۔ جنگ میں بہت ظلم ہوئے ہم پر، جنگ میں ہم نے اپنا سب کچھ کھو دیا، ہم جنگ جیت گئے پر اس جنگ کی قیمت ہم نے اپنے پیاروں کی زندگی کی صورت میں چکانی ہے۔ جنگ نے بہت ظلم کیے ہیں ہم پر، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کا نقصان ناقابل تلافی ہوتا ہے اور جنگ ذہنوں پر جو نفسیاتی اثرات مرتب کرتی ہے اس کا اثر دیر پا ہوتا ہے۔

یہاں مصنف اساس متن کی تفہیم کے لیے ان اعترافات کو سمجھنا ضروری ہے جو مختلف لوگ کر رہے ہیں اور قاری کو سمجھنا پڑتا ہے کہ یہ کہانی کیا ہے؟ بعض جگہوں پر گنجلک پیرائے میں کہانی کو آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ قاری کو رکنا اور سمجھنا پڑتا ہے۔ وہ کچھ باتیں سمجھ سکتا ہے اور کچھ باتیں نہیں سمجھ سکتا۔ پہلا اعتراف ایک عورت کا ہے جو یہ اعتراف کرتی ہے کہ اس نے نوجوان کے اعتماد کو بنیاد بنایا اور اسے زہر کا پیالہ دیا جو اس نے بغیر حیل و حجت کے پی لیا۔ عورت کو وہ جو ان بالکل اپنے بیٹے جیسا لگتا تھا جو جنگ میں مارا گیا۔ لیکن فادر جب اسے پوچھتا ہے کہ قتل ہونے والا نوجوان کون تھا تو وہاں خاموشی چھا جاتی ہے۔ دوسرا اعتراف ایک مرد کرتا ہے کہ وہ عورت جھوٹی تھی اس نوجوان کو اس مرد نے قتل کیا تھا؟ مرد کہتا ہے وہ عورت جھوٹ بول رہی تھی اس نوجوان نے زہر کا پیالہ پیایا ہی نہیں تھا بلکہ وہ اس سے پہلے مر چکا تھا وہ اس خنجر کی نوک سے مر گیا تھا جو آدمی نے اس کی پسلیوں میں چھبویا تھا۔ جب وہ مر رہا تھا اس نے پانی مانگا۔ جب وہ عورت زہر بھرے پیالے میں پانی لائی تو وہ پہلے سے ہی مر چکا تھا، یہ جو ان اس آدمی کو بالکل اپنے بیٹے جیسا دکھائی دیتا تھا جو جنگ میں مارا گیا۔ تیسرا آدمی یہ اعتراف کرتا ہے کہ پہلے دونوں جھوٹ بول رہے ہیں میں نے اس جو ان کو اپنے گھر میں مہمان کے طور پر بلا کر اس کی دعوت کی اور عین اس وقت جب وہ اس کے گھر میں موجود تھا اس کے دل میں گولی ماری۔ تیسرے آدمی کو بھی وہ جو ان اپنے بیٹے جیسا لگا تھا جو جنگ میں مارا گیا۔ اس کے بعد اچانک اعتراف کی لائن میں لگے تمام لوگ چلانے لگے کہ اسے میں نے قتل کیا ہے؟ اب یہ کون لوگ تھے؟ حقیقت میں تھے بھی یا نہیں؟ بعد میں بستی میں ایک لنگڑا شخص یہ اعتراف کرتا ہے کہ یہ قتل اس نے کیا ہے؟ نہ مقتول کا پتہ نہ واقعات کا؟ بس کہانی ایک تسلسل میں چلتی رہتی ہے۔

مصنف اساس متن کے ذریعے قاری کسی خارجی یا سماجی حقیقت کے نئے زاویے سے آگاہ ہوتا ہے اس کے لیے یہ متن ایک نیا تجربہ ہوتا ہے جس سے وہ رک رک کے گزرتا اور اسے محسوس کرتا ہے۔ اس ناول بھی قاری واہمے کے تجربے سے گزرتا ہے ناول میں یہ اعترافات کے واقعات بھی فادر کا واہمہ ثابت ہوتے ہیں اور اسے ایک خواب جیسے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ درحقیقت نہ لوگ تھے اور نہ ہی ان کے اعتراف کی آوازیں۔ کچھ بھی نہیں تھا، فادر کے التباس کا کرشمہ تھا۔ مصنف اساس متن قاری اساس متن کے مقابلے میں پرانے نظریات کی توڑ پھوڑ کر کے نئے نظریات کی راہ ہموار کرتا ہے اور گہرا لطف دیتا ہے۔ یہاں قاری ایک دم آکر چونکتا ہے کہ یہ اعترافات بھی فادر کے تخیل یا واہمہ کی پیداوار تھے بس۔ اسی طرح فادر کو اپنے کمرے کی کھڑکی میں جو خون کی دھار دکھائی دیتی ہے اس میں خون نیچے سے اوپر کی طرف جاتا دکھائی دیا گیا ہے جس کو قاری کا ذہن منطقی طور پر قبول نہیں کرتا۔ اور جب فادر اس خون کی دھار کو صاف کرنا چاہتا ہے تو وہ دھار غائب ہو چکی ہوتی ہے اور کھڑکی کے نیچے مری ہوئی چھپکلی پڑی تھی۔ پھر فادر کا

ایک نیا واہمہ کے اسے گرد میں ایک آدمی کا ہیولہ نظر آتا ہے جو پلک جھپکنے میں غائب ہو جاتا ہے۔ یہاں قاری مسلسل سوچتا ہے مصنف فادر کے ساتھ اتنی غیر یقینی صورت حال کیوں برت رہا ہے؟ اسے مسلسل واہموں کی دنیا سے کیوں گزار رہا ہے۔ کیا مصنف فادر کی زندگی کے ذریعے اس مابعد جدید عہد کی لایعنیت کو بیان کرنا چاہتا ہے جہاں ہر حقیقت واہمہ ہے۔ زندگی پل میں کچھ ہے اگلے پل کچھ اور ہو جائے گی۔ جیسے فادر جب بخار کی دوا لینے بستی کی طرف جاتا ہے تو اس کے کپڑے دھول سے اٹ جاتے ہیں۔ تو اسے خیال آتا ہے کہ پچھلی رات تو بارش ہوئی تھی تو کیا یہ بارش جس میں اس نے سفید سر دیکھا تھا وہ بارش بھی ایک واہمہ تھی اور بس۔

جدید ادب کئی نئے تجربات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں اس لیے وہ مصنف اساس متن ہے۔ ایسا متن تخلیقیت کے جن تجربوں سے گزرتا ہے مصنف ان تجربات میں قاری کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے مگر قاری مسلسل حیرت کے جہاں اور ان علامتوں اور اسالیب کے اظہاریوں میں ڈوبا رہتا ہے جہاں وہ کسی علامت کی مکمل تفہیم نہیں کر پارہا۔ فادر کے ساتھ پیش آمدہ واقعات میں سیاہ پرندوں کا آسمان میں پھیل کر شور و غل مچانا بھی خاصا معنی خیز ہے۔ جس کی معنویت کی طرف قاری سوچتا ہے اور ان علامتوں کی تفہیم کے لیے لغات کا سہارا لیتا ہے مگر پھر بھی کچھ سمجھ نہیں پاتا کہ آخر یہ علامتیں کیا ظاہر کرتی ہیں۔ سیاہ بلی جو فادر کا راستہ کاٹتے گزرتی ہے آخر کس بات کی علامت ہے؟

بستی میں گرد کس چیز کی علامت ہے؟ متن جو خلا چھوڑتا ہے وہ قاری اپنے ذہن سے پُر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ گرد جو گھروں پر چھائی ہے وہ گرد فادر کے ذہن پر بھی ہو سکتی ہے؟ اس کا ذہن اسے ہر چیز گرد آلود دکھا رہا ہے؟ اسے بستی گرد آلود دکھتی ہے؟ لنگڑے شخص کے گھر تصویر گرد آلود نظر آتی ہے؟ فادر کے ساتھ اب تک پیش آنے والے واہمے اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ اس کی ذہنی کیفیات عجیب ہیں جو اسے بار بار حقیقت سے التباس میں ڈالتی ہیں اور وہ واضح طور پر چیزوں کا ادراک نہیں کر پارہا اسے واقعات کا تعین کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔

فادر کا بستی میں ایک لنگڑے شخص سے ملنا ایک اور طرح کے واہمے کو جنم دیتا ہے آیا یہ لنگڑا بھی کوئی حقیقی انسان ہے یا فادر کا التباس؟ وہ آدمی فادر کو اپنے گھر چلنے کی دعوت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں گا اسے کس نے قتل کیا؟ فادر کو اس شخص کے گھر گرد آلود تصویر دیکھنے کو ملتی ہے؟ جو معلوم نہیں مرد کی ہے یا عورت کی؟ لیکن بوڑھا لنگڑا بتاتا ہے کہ یہ تصویر اس کے بیٹے کی ہے؟ جو جنگ میں مارا گیا۔ جنگ کے متعلق مصنف کے خیالات متن میں جیسے ظاہر ہوتے ہیں ان کی تفہیم کے لیے قاری کو بہت سوچنا پڑتا ہے درج ذیل اقتباس دیکھیے:

"ان دنوں بستی پر موت کا موسم تھا۔ جب کسی بستی پر موت کا موسم ٹھہر جائے تو فصلیں تیار ہونے سے پہلے ہی کٹنے لگتی ہیں۔ جنگ کا سب سے بڑا نقصان پتا ہے کیا ہے؟ جو ان مر جاتے ہیں اور بوڑھے رہ جاتے ہیں۔ جن کے پاس ماسوائے اپنے نوجوانوں کو رونے اور یاد کرنے کے اور کچھ نہیں بچتا۔" (6)

بوڑھا اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ جو نوجوان قتل ہوا اس کا اعتراف کرنے والے سب لوگ جھوٹے تھے دراصل یہ بوڑھا تھا جس نے اسے چرچ سے بلا کر قتل کر دیا تھا۔ وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس نے لاٹھی سے اس کے سر پر وار کیا اور پھر اس کی پسلیوں کو توڑ ڈالا۔ یہاں متن میں دوبارہ سیاہ بلی کی علامت کو سامنے لایا گیا ہے کہ جب چرچ کا پرانا فادر لوگوں سے اپنی جان بچا کر بھاگ رہا تھا اس وقت ایک سیاہ بلی اس کا راستہ کاٹ گئی۔ تو کیا سیاہ بلی کی علامت کو متن میں یہاں کے مقامی تصورات کے مطابق منحوسیت کے ذیل میں برتا گیا ہے۔

متن میں کئی جگہوں پر بستی کی خوفناکی کو قائم رکھنے کے لیے مختلف واقعات تخلیق کیے گئے ہیں۔ سیاہ پرندوں کے غول کے بعد گدھوں کا جھر مٹ، اور ایک دیو ہیکل پرندہ جس کی ہیبت سے سب گدھ بھاگ جاتے ہیں۔ پھر اچانک بستی میں ایک ٹوٹے ہوئے گھر میں رکھا پیا نو خود بخود بجنے لگتا ہے جس کا شور ناقابل برداشت ہے۔ پیا نو کی آواز ختم ہوتی ہے تو گھر میں سوکھے درخت کی ایک شاخ پر ایک پتالہر اتنا نظر آتا ہے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی شاخوں پر پتے اگنے لگتے، شاخیں بڑھنے لگتی ہیں یہاں تک کہ یہ شاخیں پورے صحن کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ پھر وہ شاخیں جب فادر کی جانب بڑھنے لگتی ہیں تو وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اور جب وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے تو وہاں کچھ ہوتا ہی نہیں بس گرد کا بولہ ہوتا ہے اور بس یہ واقعہ بھی اس کا واہمہ ثابت ہوتا ہے۔

مصنف اساس متن میں اکثر مابعد جدید مصنفین کچھ اشارے دے کر تحریر میں سے بہت کچھ حذف کر دیتے ہیں جیسے کہ متن میں گھوسٹ کی کہانی میں یہ حربہ استعمال کیا گیا۔ درج ذیل اقتباس دیکھیے۔

"اپریل --- ظالم مہینہ --- یکم اپریل --- فول ڈے --- میئر --- آمد --- ساڑھے تین ---
جشن --- یک چشم --- قتل ---" (7)

ناول میں بہت سی علامتیں ہیں جن میں ایک ایک چشم کی بھی ہے۔ فادر کو پہلے پہل اپنے گھر کے صحن میں جو سفید آنکھ نظر آئی وہ بھی ایک چشم تھی۔

گھوسٹ کی کہانی ناول میں پہلی مرتبہ ناول میں بستی سے متعلق کچھ واقعات سے آگاہ کرتی ہے جس میں میئر کا بستی میں آنا، اور مغرب کے بعد ہوا کا طوفان آنا، جس کو میئر کے آنے کی نیک شگونی سمجھا گیا۔ لیکن بعد میں یہ طوفان متعدد مرتبہ آیا اور اس نے گھروں اور درختوں کو اکھاڑ پھینکا، طوفان کی گرد سے ان کی آنکھیں گرد سے اندھی ہو گئیں، اس طوفان میں بائیس لوگ مر گئے، طوفان میں مرنے والوں کو جس قبرستان میں دفن کیا گیا اسے طوفان والے قبرستان کا نام دیا گیا، لوگ طوفان کے ختم ہونے کی دعائیں مانگنے لگے، جب طوفان ختم ہوا تو بلیوں کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ لوگوں نے اس رونے کی وجہ بوڑھے نجومی سے جاننے کی کوشش کی جو سو سال کا ہونے والا تھا، اس نے کہا وہ تین دن اپنے کمرے میں بند رہے گا اور پھر اس کی وجہ بتائے گا اور وہ وجہ بتانے سے پہلے ہی مر گیا، پھر میئر کے کہنے پر مشترکہ طور پر سب بلیاں ماری گئیں۔ میئر کے آنے کے بعد لوگوں نے اتنے واقعات دیکھے کہ اسے منحوس قرار دے دیا۔ میئر ایک چشم تھا یا نہیں؟ اس بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا، مگر چونکہ وہ ہمیشہ عینک لگائے رکھتا تھا

اس لیے اسے ایک چشم قرار دے کر منحوس کہا گیا۔ پھر میئر کے ہوتے ہوئے ایک اور سانحہ ہوا کہ بستی میں مینڈک کی کثرت ہو گئی، مینڈکوں کی آواز بستی والوں کو خوف میں مبتلا کر رہی تھی۔ پھر اچانک ایک دن سب مینڈک غائب ہو گئے۔ پھر آگے چل کر میئر کی موت کا تذکرہ، جس نے لوگوں کو حیران کر دیا اور یہاں گھوسٹ کی کہانی مکمل ہو جاتی ہے۔ مصنف اساس متن میں جب مصنف متن میں اس طرح کی کہانیاں لاتا ہے جس میں وہ متن میں کہانی در کہانی لاتا ہے تو کہیں نہ کہیں وہ داستانی اور اساطیری انداز سے جڑا ہوا ہوتا ہے یہاں متن کی کامیابی یہ ہے کہ داستانوں کی طرح یہ کہانی ناول میں ایک الگ کہانی نہیں بلکہ ناول میں بستی کی چلتی ہوئی کہانی میں واقعات کی نئی ترتیب و تشکیل ہے جس سے متن آگے بڑھتا ہے اور کہانی کا سلسلہ پھر سے واپس فادر پر آتا ہے۔

مصنف اساس متن میں قاری متن کے علاوہ کسی چیز کی جستجو نہیں کرتا وہ اسی متن میں کھوجاتا ہے اور جب تک وہ اس متن کی تفہیم نہیں کر لیتا وہ آگے نہیں بڑھتا۔ ناول ساڑھے تین میں بھی قاری کہانی کو آگے نہیں بڑھنے دیتا یہاں تک کہ وہ اس کی گہرائی میں جا کر متن کی تفہیم نہ کر لے۔ میئر کی موت کے بعد ایک عورت اپنے قتل کا واقعہ خود بیان کرنے فادر کے پاس پہنچتی ہے یہاں قاری حیران ہوتا ہے کہ مراد انسان اپنی داستان خود کیسے بیان کر سکتا ہے؟ لیکن اس نے اپنے مرنے کی پوری داستان بیان کی کہ کیسے اسے اور اس کے باپ کو قتل کیا گیا؟ اور جب وہ داستان بیان کر چکی تو وہ منظر سے غائب ہو گئی۔ فادر کا ایک اور واہمہ اس عورت کے قتل ہونے کی صورت میں سامنے آتا ہے؟ اور متن میں مصنف خلا چھوڑ دیتا ہے۔

عورت اپنے قتل کی داستان سناتے وقت متن میں بہت خلا چھوڑتی ہے جس کو قاری پر کرنے کی کوشش کرتا ہے فادر کہانی میں بے یقینی کی جس صورت حال سے دوچار ہے وہی صورت حال قاری کے سامنے بھی ہے کبھی کبھی قاری محسوس کرتا ہے کہ فادر کی جگہ وہ خود ہے جیسے فادر واقعات کی تفہیم میں ناکام نظر آ رہا ہے ایسے ہی قاری بھی واقعات کی تفہیم میں ناکام ہے۔ فادر کے ساتھ بستی میں مسلسل ایسے واقعات پیش آ رہے ہیں جن کی تفہیم میں وہ ناکام ہے۔ جیسے ایک شخص کا بستی کے گھروں اور انسانوں کو جلانے کے واقعات سنانا، اور اس بات کا اعتراف کرنا کہ بستی والوں نے اسے مار مار کر قتل کر ڈالا، اس کے قتل کا وقت بھی ساڑھے تین تھا، اور پھر فادر کی نظروں سے اس آدمی کا غائب ہونا اور اس واقعہ کا بھی فادر کا واہمہ بن جانا، سڑک کا اپنی بے بسی بیان کرتے ہوئے قتل ہونے والی عورت اور مرد دونوں کے قتل کی گواہی دینا اور ان واقعات کا دہرانا، بستی میں فادر کا گم ہو جانا اور سب لوگوں کا کسی ہیولے کے پیچھے بھاگنا، فادر کو چرچ میں لوگوں کا انتظار کی خبر دینے والی عورت کی داستان اور سب بڑھ کر اس آدمی کا واقعہ جو چرچ میں فادر کو خبر دار کرنے آتا ہے۔ جو دونوں ٹانگوں سے معذور ہے۔ وہ فادر کو تیبہہ کرتا ہے کہ سب لوگ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں اس لیے وہ یہاں سے چلا جائے۔ لیکن بعد میں وہ شخص بھی اچانک نظروں کے سامنے سے غائب ہو جاتا ہے۔ یہاں قاری کے لیے متن میں ایک جملہ خاصا معنی خیز ہے کہ فلپ یہاں کبھی آیا ہی نہیں تھا؟ تو یہ بستی کون سی تھی؟ فادر یہاں کیوں آیا؟ بستی میں ایسے واقعات کیوں پیش آئے؟ فادر کا انجام کیا ہوا؟ بستی کے لوگ فادر کو مارنا چاہتے تھے؟ پر کیوں؟ متن خاموش ہیں۔

مصنف اساس متن میں اکثر مصنفین کہانی کا غیر متوقع انجام کرتے ہیں جس کا قاری کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے یہاں بھی قاری کے ذہن میں ایک دم جھٹکا لگتا ہے جب آخری صفحات میں بتایا جاتا ہے کہ یہ سب واقعات راوی کو ایک کتب خانے میں ملی ہوئی ڈائری میں درج تھے۔ وہ ڈائری کے دوسرے حصے کے لیے بہت سرگرداں رہا مگر وہ حصہ نہیں مل سکا۔ یوں ناول کا غیر متوقع انجام بھی اسے مصنف اساس متن ثابت کرتا ہے۔

حوالہ جات

1. طاہر نواز، ساڑھے تین، (لاہور فکشن ہاؤس، 2023ء)، 22۔
2. ایضاً، 25۔
3. ایضاً، 118۔
4. ایضاً، 57۔
5. ایضاً، 50۔
6. ایضاً، 66۔
7. ایضاً، 39۔

References in Roman Script

1. Tahir Nawaz, Sahe Teen (Lahore: Fiction House, 2023), 22.
2. Ibid, 25.
3. Ibid, 118.
4. Ibid, 57.
5. Ibid, 50.
6. Ibid, 66.
7. Ibid, 39.